بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دفتر مجلس انصاراللہ بھارت

Office Of The Majlis Ansarullah Bharat

Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

حوالہ/Ref　　تاریخ/Date

توکّل علی اللہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ نمونہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25/ستمبر 2026ء ۲۵ رتبوک ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گذشتہ چند خطبات میں مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بیان میں توکّل کے اعلیٰ ترین مقام کو بیان کرتا رہا ہوں۔

اِس زمانے میں آپؐ کے غلامِ صادق نے آپؐ کے اُسوہ کے مطابق اُسے کس طرح ہمارے لیے بیان کیا، کیا تعلیم دی، اِس پر کیا عمل کیا؟ اِس حوالے سے آج کچھ کہوں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی اَمر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہوئے ہیں اُن کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا! تُو ہی اِس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اِن اسباب کو بھی برباد اور تہ و بالا کر سکتے ہیں، اُن کی دست بُرد سے بچا کر ہمیں سچّی کامیابی اور منزلِ مقصود پر پہنچا۔

حضورِانور نے تصریح فرمائی کہ اسباب آدمی استعمال کرتا ہے، لیکن بہت ساری مصیبتیں ایسی ہیں، ایسے موقعے پیدا ہو سکتے ہیں، جہاں وہ اسباب جن پر انحصار ہوتا ہے، وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن کے بداثرات سے بچائے۔ یہ وہ حالت ہے، جس پر چل کر ایک مومن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بن سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں بلکہ یہ توکل تبتل یعنی خدا

کی طرف پوری توجہ اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ اور شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق وفاداری اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے اور صحابہ نے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور توکل کا وہ مقام پایا جس کو ہمارے لئے اسوہ بنایا گیا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اپنے متبعین کو آپؑ توکّل کی نصیحت حسبِ موقع فرماتے رہتے تھے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے، وہ بڑی طاقت والا ہے، جب اُس پر کسی اَمر میں بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: وَمَن يَّتَوَكَّل عَلى اللهِ فهو حَسبُهٗ۔اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے، تو اللہ اُس کے لیے کافی ہے۔

سعید لوگوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مقام، مقامِ توکّل ہے، جس پر نہایت مضبوطی سے اُن کو قائم کیا جاتا ہے اور اُن کے غیر کو وہ چشمۂ صافی ہرگز میسر نہیں آ سکتا۔ بلکہ اُنہی کے لیے وہ خوشگوار موافق کیا جاتا ہے۔اور نُورِ معرفت ایسا اُن کو تھامے رہتا ہے کہ وہ بسا اوقات طرح طرح کی بے سامانی میں ہو کر اور اسبابِ عادیہ سے بکُلّی اپنے تئیں دُور پا کر پھر بھی ایسی بشاشت اور انشراح خاطر سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایسی خوش حالی سے اپنے دنوں کو کاٹتے ہیں کہ گویا اُن کے پاس ہزاروں خزائن ہوں۔اُن کے چہروں پر تونگری یعنی دولتمندی کی تازگی نظر آتی ہے اور صاحبِ دولت ہونے کی مستقل مزاجی دکھائی دیتی ہے اور تنگیوں کی حالت میں بکمال کشادہ دلی اور یقین کامل اپنے مولیٰ کریم پر رکھتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے، تو تنگیوں اور تکلیفوں میں بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اُس سے دُور نہیں جاتے۔ یہ نہیں اُن کو خیال آتا کہ پتا نہیں کیا ہے، کیا نہیں۔ابتلا ہے یا امتحان ہے یا سزا ہے؟ اگر کامل توکّل اللہ تعالیٰ پر ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر رہے ہیں، تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ فضلوں سے نوازتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے، جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے، اُس کو سوائے ذلّت کے اَور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، ہمیشہ سے سُنّت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں، وہ اِس کو پاتے ہیں، اور جو اِس کے پیچھے دَوڑتے ہیں، وہ اِس سے محروم رہتے

ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے، وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں، تو وہ لا حاصل ہے۔ کیونکہ آخر اِن کو سخت نا کامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں، جنہوں نے دین کے مقابلے میں دنیا کی کچھ پرواہ نہ کی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ پر توکّل ہی نہیں اور دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا تصوّر ہی نہیں، جو ہم ہر عہد میں دُہراتے ہیں، خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے، اُس میں بھی دُہرائیں گے۔ تو پھر یہ عقائد اور ایمان کی کمزوری ایسے شخص کو اگلے جہان کی نعمتوں سے بھی محروم رکھے گی۔ اِس دنیا کو اُنہوں نے سب کچھ سمجھا ہے اور اُسے پانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، کچھ کو مِل گیا، کچھ اُس کو پانے کی کوشش میں اِس جہان سے رخصت ہو گئے، نا کام ہو گئے۔ یا ملا اور اُس کے بعد ضائع ہو گیا اور پھر دنیاوی طور پر عذاب میں اُنہوں نے زندگی گزاری۔ نہ دین کے رہے، نہ دنیا کے رہے، اِس بارے میں ایک شاعر نے یہ کہا ہے کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم!

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام خود متوکل رکھا ہے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔ مسیح کے نزول کی علامت یہ لکھی ہے کہ دو فرشتوں کے پروں پر اس نے اپنی ہتھیلیاں رکھی ہوئی ہوں گی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دایاں اور بایاں ہاتھ جو تحصیل علوم عقلی اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی موکلوں جن کے سپرد کام کیا جائے یعنی مراد فرشتے ہیں ان کے سہارے پر ہوگا۔ عقل کے علوم جو ہیں جو اندرونی انوار ہیں جو معرفت کی باتیں ہیں دین کی وہ اس ذریعہ سے ہوگا وہ فرشتوں کی مدد سے ہوگا۔ اس کا یہ مطلب ہے دونوں فرشتوں پر ہاتھ رکھنے کا۔ ان کے سہارے پر ہوگا اور وہ مکتب اور کتابوں اور مشائخ سے نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا یعنی وہ علم پائے گا جو خالصتاً خدا تعالیٰ سکھائے اور اس کی ضروریات زندگی کا بھی خدا ہی متولی اور متکفل ہوگا جیسا کہ عرصہ دس سال سے آپؑ نے فرمایا کہ اس عاجز کی نسبت یہ الہام چھپ چکا ہے کہ اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ وَعَلَّمْنٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا۔ یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہم نے تیرا نام متوکل رکھا اور اپنی طرف سے علم سکھلایا ہے۔

دعا اور توکّل کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ ساری عقدہ کشائیاں دعا سے ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کی خیر خواہی ہے تو کیا ہے، صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے، کیا دوست کے لیے اور کیا دشمن کے لیے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کر سکتے، ہمارے بس میں ایک ذرّہ بھی نہیں ہے، مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ اصلاحِ نفس کے لیے اور خاتمہ بالخیر ہونے کے لیے، نیکیوں کی توفیق پانے کے واسطے دوسرا پہلو دعا کا ہے، اِس میں جس قدر توکّل اور یقین اللہ تعالیٰ پر کرے گا اور اُس راہ میں نہ تھکنے والا قدم رکھے گا، اُسی قدر عمدہ نتائج اور ثمرات ملیں گے۔ تمام مشکلات دُور ہو جائیں گی۔ اور دعا کرنے والا تقویٰ کے اعلیٰ محل پر پہنچ جاوے گا۔

آپؑ کے توکّل کے پہلو کو بیان کرتے ہوئے آپؑ کے سیرت نگار حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ باوجود اِس کے کہ آپؑ تیاریٔ مقدمات میں پُوری محنت اور کوشش فرماتے تھے، مگر اُن اسباب پر آپؑ کبھی بھروسہ نہیں کرتے تھے، بلکہ دعاؤں سے کام لیتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ ہی کی ذات آپؑ کے مدِّنظر رہتی تھی، وہی معبود اور مطلوب تھا اور اُسی پر توکّل اور اعتماد ہوتا تھا۔

ایک نصیحت جو اپنے ایک مخلص کو آپؑ نے فرمائی، اُس کا ذکر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت میں کرتے ہیں کہ حافظ نُور محمد صاحبؓ متوطن فیض اللہ چک نے مجھے تحریراً بتایا کہ حافظ حامد علی صاحبؓ سے مَیں نے یہ حوالہ سُنا تھا کہ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اگر کسی مقدمے میں یا اَور کسی طرح حاکم کے سامنے جانا ہو، تو جانے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ لینی چاہیے اور سات مرتبہ اپنی اُنگلی سے اپنی پیشانی پر یا عزیز لکھ لینا چاہیے۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ کامیابی دیتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اِس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ غالباً حالتِ استغناء عن غیر اللہ یعنی غیر اللہ سے بے نیازی اور حالتِ توکّل علی اللہ کے پیدا کرنے کے لیے آپؑ نے یہ فرمایا تھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ توکّل علی اللہ کی عجیب شان ہے، جو ہمیں آپؑ میں اپنے آقاؐ کی اتّباع میں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توکّل کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔